

عشقِ اہل بیت علیہم السلام،

ادب اور تقاضے

اردو ادب اور نوحہ و منقبت خوانی میں عشقِ اہل بیت علیہم السلام،
محبت، معرفت اور ان کے تقاضوں پر ایک نئی اور اچھوتی گفتگو

راہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نامت ہو گا۔

مترجم: سید صادق رضا نقوی

اراکین بزمِ فاطمہ کراچی

حضرت فاطمہ زہراؑ کے ولادت باسعادت کے بدسرت موقع پر

رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

کے شعرا و اکرام، نوحہ اور منقبت خوانوں سے اہم خطاب کا خلاصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ تمام برادرانِ کو اس مفید خوش اور اسی عظیم شخصیت کی ولادت باسعادت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت فاطمہؑ کی روحانی شخصیت: اسلام کا مجرہ

یہ بات خود اسلام کے مجروں میں سے ایک مجرہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ ایک عظمیٰ عمر میں ایسے بلند اور عالی مقامات تک رسائی حاصل کرتی ہیں کہ ”سیدۃ النساء العالمین“ ہر روز ان عالمین کا خطاب پاتی ہیں یعنی پوری تاریخ کی پاک و پاکیزہ اور عظیم ترین امتوں سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ یہ کون سی قدرت ہے اور یہ انسانی باطن کو اندر سے تہہ بیل کرنے والی کون سی روحانی طاقت ہے کہ جو ایک انسان کو ایک عظمیٰ مدت میں معرفت و محبوبیت اور قدامت و پاکیزگی کے بحرِ بحر میں تہہ بیل کر دے اور اسے روحانیت و معنویت کی درجہ و بلندیوں تک

پہچانے؟ ایہ بات بذاتِ خود اسلام کے نظروں میں شہر کی جاتی ہے۔

نسلِ آخر ﷺ، حضرت فاطمہؑ کی ایک عظیم فضیلت

اس عظیم ہستی کی رشتوں اور فضیلتوں میں سے ایک اس عظیم ہستی سے اس کی مہارک نسل کا ظاہر ہونا ہے کہ جو حضرت فاطمہؑ کی سند کوثر سے تخلیق کا صداقِ کامل ہے چاہے اس کے بارے میں کوئی بھی حدیث بیان نہیں کی جاتی۔ خاندانِ رسالت ﷺ اور اس سے تعلق رکھنے والے ایک ایک امامِ ہدایت پر خداوندِ عالم کی اتنی برکتیں، حضرت امام حسینؑ، حضرت زینبؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام مجاہدؑ اور حضرت امام صادقؑ عظیم اور پاک و پاکیزہ ہستیوں کے وجود سے ظاہر ہونے والے انفرادی و اجتماعی، دنیوی اور اخروی نفع و رخصتیں، خوبصورتیوں اور دلخواہ نعمتوں سے پورا عالم نہ ہے، ملاحظہ کیجئے کہ عالمِ معرفت و معنویت اور ہدایت کے سید سے راستے پر ان بزرگوار ہستیوں کے نکلات، دوروں اور ان کی تعلیمات و معارف سے کیا شان و عظمت برپا ہے۔ یہ ہے حضرت فاطمہؑ کی نسل اور اس کی برکت۔

حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور محبت کی عظیم نعمت پر خداوندِ عالم کا شکرانہ

ہمیں چاہئے کہ ہم خداوندِ عالم کے بہت شکر گزار ہوں کیونکہ حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور ہستی و محبت ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت کا وسیعہ بنتی ہے۔ ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ ہم نے اس عظیم ہستی کو بچھا اور اس کی معرفت حاصل کی؛ خداوندِ اخیر شکر کہ ہم نے خود کو اس مہارک ہستی کے لطف و صفات کے سامنے میں اس سے متواضع کیا ہے۔ ہم اس بات پر بھی بارگاہِ ادب و معرفت میں سجدہ و راج ہیں کہ ہم نے اس عظیم المرتبت ہستی کے وجود کی قدر و قیمت کو جان لیا ہے، ماسی سے متواضع کیا ہے، ماسی سے معرفت کی بلندیوں کے حصول کے طالب ہیں اور ہمارے عشق و محبت کے قافلے اسی کی طرف گامزن ہیں؛ یہ سب خداوندِ عالم کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں اور ہمیں ان کی حفاظت کرنا چاہئے۔

دین میں عقل، فلسفہ اور دلیل کا اپنا مقام ہے

اور ایمان اور جذبات و احساسات کا اپنا کردار

اس سلسلے میں آپ کو حاد و منہجت خواں حضرات کے کردار کے بارے میں ہم اپنی دوسری گفتگو کا آغاز کر رہے ہیں۔ اگرچہ دین کی بنیاد میں عقل و صفات، فلسفہ اور استدلال پر قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں

ہے لیکن کوئی بھی عقل و فلسفی نظریہ اور دلیل و برہان، جیسا ایمان و یقین اور دلی احساسات و جذبات کی آبیاری کے بغیر نہ تو نشوونما پاسکتا ہے اور نہ ہی تاریخ میں مضبوطی سے قائم رہ سکتا ہے۔ دوسرے مکاتب فکر کی نسبت آسمانی مذاہب اسی خصوصیت کے حامل ہیں: آسمانی مذاہب اپنی آئینہ یابی و نظریات اور فلسفوں میں دوسرے مکاتب سے بڑی فرق رکھتے ہیں کہ یہ سب انسانوں کے ایمان کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں۔ ایمان اہل علم کے علاوہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ ایمان نہ تو استدلال ہے اور نہ ہی عقل بلکہ ایمان ایک ”یقین امر“ کا نام ہے۔ ایمان، احساسات اور ہمدردی اور رحمت کی جذبات کی جگہ ایک ہی ہے۔ ایمان یعنی اپنا دل کسی کے حوالے کرنا اور دنیا و اس دنیا پر یہاں دل کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ادیان کی پوری تاریخ میں احساسات، ہمدردی اور رحمت کی جذبات نے اس طرح اپنی حفاظت کی ہے!

عقل سے کسی علمی مقولہ کا ادراک اور چیز ہے

اور دل سے اس پر ایمان لانا ایک الگ بات!

اس بات کی طرف توجہ دیتے ہوئے کہ فلسفوں اور نظریات کی جنگ میں کوئی فلسفہ اور نظریہ یا نہیں ہے کہ جو آسمانی مذاہب اور نظریہ توحید کے فلسفے خصوصاً اسلامی عقائد فلسفے کے سامنے جم کر کھڑا ہو سکے، لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے۔ بہت سے ایسے افراد ہیں کہ جو اسلامی مذاہم اور اسلامی اصول و قوانین کو جانتے ہیں اور وہ حقائق سے بھی باخبر ہیں لیکن انہوں نے اپنے دلوں کو ان حقیقتوں کے سپرد نہیں کیا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ صدر اسلام کے زمانے میں ان تمام افراد نے کہ جنہوں نے حضرت علیؑ اور ابی طالبؑ کی (دعوت کی) عظمت کو خود بخود بغیر اسلام ﷺ کی رہائی نہ تھا، کیا وہ ان حقائق اور فضیلتوں کو نہیں جانتے تھے؟ ہاں ان کو یقیناً ان تمام حقائق کا علم تھا۔ ہم نے روایات میں چڑھا ہے کہ ان افراد نے خود بغیر اسلام ﷺ کے دونوں لب بائے مبارک سے خود دعا تھا اور انہیں علم بھی تھا لیکن جو چیز ان کے پاس نہیں تھی وہ اس معلوم چیز پر ایمان تھا یعنی جو چیز انہیں معلوم تھی اس پر ایمان ان کے پاس نہیں تھا، بالاطلا و دیگر جس چیز کا انہیں علم تھا انہوں نے اپنا دل اس حقیقت کے حوالے نہیں کیا تھا۔ وہ کون سی چیز ہے جو ایمان کا راز و رکنی ہے؟ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کی راہ میں رکاوٹ ہیں کہ جس کے جان کیلئے ایک مفضل بحث کی ضرورت ہے۔

روح ایمان کی پرورش میں فوج و منتہیت خوان، شاعری اور ادب کا مؤثر کردار

روح ایمان کی پرورش کیلئے خلف عملی میدانوں میں سوجھ بوجھ، ہر شعری اور ادبی کارکردہ بہت مؤثر اور قیمتی کندہ ہوتا ہے۔ آپ اس مقام پر ایک عاج اور ذرا اہل بیت ؑ کا مقام و منزلت دیکھ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کو پیدا کرنے اور انہیں جلا دینے والا، حقیقت و محبت، مؤذات اور تعلیمات قرآن و اہل بیت ؑ کے چرخوں کو روشن کرنے والا اور بی و کاروں اور ان کی محبوب و معصوم شخصیات کے درمیان ایک مضبوط فکری رشتہ اور رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ وہ ایک ایسے ہی کردار کا حامل ہے جو اس کا یہ کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ذاکرین، فوج و منتہیت خوان حضرات کی اہم ذمہ داری

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عاج اہل بیت ؑ اپنے کام کی اہمیت کا ادراک کریں اور جب انہیں اپنے اس کام کی اہمیت معلوم ہو جائے گی تو اس اہمیت کے مقابل ان پر ایک ذمہ داری عائد ہوگی تو وہ اس ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اس ذمہ داری کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جس چیز کے حقائق روز قیامت ہم سے سوال کیا جائے گا۔

فردائے قیامت کے سوال کے جواب کیلئے امام زین العابدین ؑ کا ایک جملہ!

امام زین العابدین ؑ کی دعا کے مکارم الاخلاق میں ہم پڑھتے ہیں کہ ”وَاسْتَغْفِرُنِي بِمَا قَسَمْتُ لِي خُدَا غَفَا“ دعا کے اس پہلے کا مطلب یہ ہے: ”خداوند اگلے فردائے قیامت تو مجھ سے جس چیز کے حقائق سوال کرے گا تو اسے میرے پروردگار اس چیز کے بارے میں میری مدد فرما کہ جس کا جواب میں آج اپنے عمل میں تیار کروں“۔ پس آپ پر بھی ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یعنی آپ سے کل سوال کیا جائے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ایسا کام انجام دیں کہ جو فردائے قیامت کے سوال کا جواب بھی ہو اور نجات دہندہ بھی!

ذمہ داری کی ادا دہلی کیلئے تمہیں نصیحتیں!

جب یہ بات معلوم ہوگی تو اب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ذمہ داری کس طرح ادا کی جاسکتی ہے؟ جو کہ ہم نے اور آپ نے کہا: جو کہ ذمہ دار، خدا اور صاحبانِ فہم و فراست نے اہل بیت ؑ کی عاج و شکاروں کی منتہیت کے بارے میں کہا یہ سب اسی سوال کا جواب تھا کہ ہم کیا کام انجام دیں؟ ہم کیا کام انجام دیں؟ صرف ایک جملہ ہے لیکن یہی ایک مختصر سا جملہ ایک ضخیم کتاب کے برابر جواب دہکتا ہے۔ اگر اس کتاب کے تین جملے آپ کی خدمت میں عرض کریں تو ان میں سے ایک یہ ہے:

پہلی بات:

کلام و اشعار کے ذریعہ سامعین کے ایمان و معرفت کو زیادہ ہونا چاہئے!

جب ہم اشعار پڑھتے ہیں تو ہمیں اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ یہ اشعار ہمارے سامعین اور مخاطبین کے ایمان کو زیادہ کریں۔ پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم تو ہر شعر پڑھیں گے اور نہ ہی ہر قسم کے طرز و لہجہ اور نردھمن کا استعمال کریں گے بلکہ اس انداز سے اشعار پڑھیں گے کہ ان کے الفاظ، معانی اور طرز و لہجہ سب مل کر مجموعی طور پر سامعین کے ذہن پر واضح اثرات مرتب کریں۔ لیکن کس چیز کے اثرات مرتب کریں؟ سامعین کے ایمان کو بڑھانے اور انہیں جلا دینے میں الہیت واضح سی بات ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے نہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انسان اکھاڑے کے باہر کھڑا ہو کر اکھاڑے کے اندر موجود لانے والے پہلوان کو دستور دے لیکن بالعموم اصل کرنا سخت ہے۔ آپ یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ آپ حضرات کی آواز بہت اچھی ہے، آپ اس سلسلے میں قدرت و طاقت اور نفاذ و سرور کے مالک ہیں اور ہر جگہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ اسے انجام دے سکتے ہیں۔

کلام و اشعار کے معنی و مفہوم اور طرز و لہجہ میں

جذبات پسندی ضرور ہو مگر اسلاف کی روایات کے مطابق!

میں آپ نو جوان شاگرد و احباب اہل بیت علیہم السلام کو روایات و قول و فعل حضرات کو اس بات کی تاکید اور سفارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے اسلاف کی روایات اور اصول و قوانین کو اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیں اور انہی سے مراد طوطی حاصل رہیں۔ میں دینی اور غیر دینی مسائل میں نوآوری اور جذبہ پسندی کا سوا حق اور حلالی ہوں، تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور جذبہ پسندی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کی خواہش ہے کہ جذبہ پسندی میں کمال حاصل کریں تو اس نوآوری اور جذبہ پسندی کا حصول اسلاف کی روایات اور ان کی تعلیمات کی روشنی کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

”الْعَلَمِيُّ مَنْحُظُّوْرَةٌ الْاَعْلَىٰ مَنْ يَنْبَغِي لَفَوْقِ بَنَاءِ السَّلَمِيِّ“۔ ”جسکا فراوان کر ایک مکان تعمیر کرتے ہیں، آپ آ کر اسی مکان پر ایک اور منزل تعمیر کرتے ہیں، دوسرا شخص آ کر آپ کی تعمیر کردہ منزل پر ایک اور منزل بناتا ہے تو اس وقت یہ مکان ایک بلند و بالا عمارت کی شکل اختیار کر جائے گا۔ لیکن اگر یہاں تک ایک شخص ایک مکان کی تعمیر کرے، آپ آئیں اور اسے خراب کر کے اس کی جگہ ایک اور مکان تعمیر کریں، اسی انداز میں ایک اور شخص آئے اور

آپ کے قہر کردہ مکان کو حیدم کر کے اس کی جگہ ایک نیا مکان کھڑا کر دے تو یہ مکان اسی طرح ہمیشہ ایک ہی منزل کی صورت میں باقی رہے گا۔ اپنے استادوں، بزرگ علماء و سلاطین اور اُن تمام افراد سے بچیں کہ جنہوں نے اس سلسلے میں اپنے سر کے بالوں کو سفید کیا ہے اور آپ اُن سے حاصل شدہ مطوعات میں اضافہ کریں۔ جنت پہنچی اگر اس طرح حاصل اور نہ نئے شیعوں اور سنیوں اس طرح دریافت کیے جائیں تو بہت کارآمد اور اچھے ثابت ہوتے ہیں۔

موجودہ نسل کے نوحہ و منقبت خوان اور گانوں،

غزلوں اور تواریخوں کی دشمن پر نوحے و سلام اور منقبت ا

اب موجودہ نسل کے بگڑے جہاں خواہ وہ (امیرانی اور دیگر میڈیا کے کارکن یا اورنی وی پر) چاکر ترانوں اور اشعار کی (گلوکاری کرنے والے ہوں) (حرام گلوکاری کی بات تو چھوڑ دیجئے) کہ بہت افسوس سے کہنا چاہتا ہے کہ ان (چاکر ترانوں کی طرز، لہجہ اور دشمن) کی کیفیت اور شکل و صورت بھی بہت غراب ہے یا خواہ مجالس عزائم نوحہ خوانی اور مرثیہ اور سوز و غم چڑھنے والے ہوں یا جشن اور محفل میلاد میں منقبت و سلام کے ذریعہ اظہار عقیدت کرنے والے ہوں، ایک دم سانسے آکر ہر پٹی موسیقی (یا نظم و نثر) کی گانوں اور غزلوں کی طرز و لہجہ اور دشمن پر نہایت بُرے اور بھڑکے انداز سے نوحہ و مرثیہ و منقبت کے اشعار چڑھنا شروع کر دیں اور وہ طرز و لہجہ اپنا نہیں کہ جو فرض کیجئے کہ جو کسی مغربی (یا اُردو پاک کے کسی) گلوکار یا اس کی تقلید کرنے والے (اُردو پاک کے کسی گلوکار) نے اپنے کسی معروف گانے یا غزل میں اپنائی ہو، ہم آ کر ان کی وہی طرز و لہجہ اور دشمن اپنا نہیں اور اسے اپنی مجالس یا موعوں اور سلام و منقبت میں استعمال کریں (اگ)۔

(۱) اور ہر حال میں کہ وہ سوز و غم اور عقیدت میں وہی بیتؑ کی صفات و تعلیمات کا پورا پورا ہے یا ان کے سوا آپ کا ذکر نہ ایک طرف ان کی صفات و تعلیمات اور دوسری طرف گانوں یا غزلوں اور پڑائی و دشمن طرز، کیا یہی دلیل بیتؑ کی صفات و تعلیمات سے ملتی ہے؟ ان طرح تو انہیں سلام و مرثیہ اور عقیدت اظہار میں اپنی اصل ذات اپنے اندر چھپے جاتے ہیں کہ ان کا اصل بیٹہ اور شہداء کے گرد کی کشش و جاذبہ تمام ہر جہ کے صرف شایان شان نہیں ہوتا بلکہ اصل ذات انہیں وہی بیٹہ کی تعلیمات کے سراسر خلاف اور نفرت و عداوت کے ساتھ ملے جاتے ہیں، چنانچہ یہاں کہ ہم کی دوسری ہے کہ شاعرانہ اس جانب حوصلہ کریں اور یہ شعرا کا فرض ہے کہ وہ ایسا سلسلہ سے اپنی اپنی گانوں اور عقیدت خوانی سے عداوت کر گئے، دوسری ہے کہ وہ انہیں منقبت اور عقیدت کی طرز میں غزلوں، تواریخوں کی طرز میں موعوں سے سزاوار مجالس میں آکر وہی اشعار پاک یا گنہگار (محرم)

ان افراد نے ایرانی اصلی موسیقی کو جس کی ایک قسم طال بھی ہے کو خراب کیا ہے، واضح رہے کہ انتخاب کی کامیابی کے بعد حالات بہتر ہوئے ہیں البتہ اس قدر ہم ایرانی موسیقی کی ایک حرام قسم بھی ہے اور اس میں ایرانی اور غیر ایرانی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب ان حالات میں اٹھارہ کوئی نوادہ و منقبت طراں یا جائز ترانوں کو چڑھنے والا کوئی نو جوان رہے یا اور فی دی (اور ہائس) شب بیداری اور فرش عزا مہ آئے اور لفظ اور حرام چیزوں کی تخلید کرتے ہوئے مغربی یا دوسری موسیقی یا عود و عجب کے تکنیکوں اور محظوظ کی موسیقی کو اپنی ہائس عزا نوحوں اور محفل میلاد میں لے آئے ایہ بات ہرگز درست نہیں ہے اور سراسر قلعہ ہے۔ البتہ اچھی آواز اور خوبصورت صدا کو فنی موسیقی سے خراب کیا جاسکتا ہے اسی طرح متوسط اور نازل آواز کو اچھی موسیقی سے اچھا بنا یا جاسکتا ہے، موسیقی بذات خود اپنی جگہ ایک مقولہ ہے۔

دوسری بات:

ایک اچھے اور بہترین شعری قصہ دہن

اب آئیے اشعار و کلام کے مقابلہ کی جانب کو خود یہ داستان بہت طویل ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اشعار کے الفاظ کو اچھا اور بہترین ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ سب افراد اچھے اشعار کو نہیں جانتے ہیں، ہر وہ شعر کہ جسے ایک ادبی ذوق نہ کہنے والا اچھا شعر تصور کرے، اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ یہ شعر اچھا ہے، ایک شعر شناس اور ادبی ذوق رکھنے والا انسان شعری قصہ دہن کرے کہ یہ ایک اچھا اور بہترین شعر ہے۔

ایک اچھے کلام کا قافیہ اور اس کی خصوصیات

ایک اچھے شعر اور کلام کا کیا قافیہ ہوتا ہے؟ ایک اچھے کلام کا قافیہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ ہم اور آپ کلام اور شعر اور اس کے مقابلہ کو طرف توجہ ہوں، دو دہانے سامع پر بہترین اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ ہے ایک کلام اور شعر کا بہترین اثر و دہن اور سامع اس اثر کے اچھے ہونے کی تائید نہ کر سکے لیکن وہ اپنے سامع کے ذہن و قلب پر ایک بالادری، سطحی اور اعلیٰ مقابلہ و تعلیمات سے ہماری کلام و شعر سے بہت زیادہ، گیر اور مستحق تاثر چھوڑ جاتا ہے۔ یہ ہے ایک اچھے کلام اور شعر کا قافیہ کہ البتہ ایک کلام اور شعر کے الفاظ کو اچھا، خوبصورت اور بہ طور مضبوط، اس کے مضامین و مقابلہ کو جالب، متاثر و دہندہ اور غیر تکراری اور اس کے مطلب و معنی کو کہ جو اس تمام گفتگو کی جان اور لب و لہجہ ہے، سبق آموز ہونا چاہئے۔

تیسری بات:

اچھے کلام کا مطلب و معنی: سنی آموز ہونا ہے!

کلامِ اشعار کے الفاظ اور الفاظ سازی کے علاوہ ایک اور معیار ہے کہ جسے کلامِ اشعار کا مطلب و معنی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ باتیں کہ جو آپ اپنے اشعار میں اہل بیتؑ کے عقیدت مندوں کیلئے بیان کر رہے ہیں، انہیں وہی ہونا چاہئے تاکہ وہ اس سے اپنی عملی زندگی میں سبق لے سکیں۔ ایک واقعہ کو فرض کیجئے کہ جو منبر پر جا کر اپنی محفل کی ابتداء سے لے کر انتہا تک ”نعمت و بخت“ کے فنِ پاروں سے اپنی ”خمن“ کو زینت دے اور ”قائلوں“ اور ”مخبر“ سے ”خطابت“ کو آرائش دے لیکن اپنے موضوع سے حلقِ اس کے سامعین کی معرفت و بصیرت میں فرقہ برار اضافہ نہ تو ایسے شخص نے نہ صرف اپنا وقت تک کیا ہے بلکہ دوسروں کا وقت بھی برباد کیا، انورِ عنوان اور سلام و خیریت پڑھنے والا بھی اسی طرح ہے۔

کلام اور شعرا اگر معصوم حقیقی محبت و معرفت کو ہمارے

دل میں زیادہ اور اس کے عمل سے شوق پیدا نہ کرے تو وہ قائل و اعتراض ہے!

وہ کلام و اشعار جو آپ پیش کرتے ہیں خواہ اس کے الفاظ کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں خواہ وہ حضرت قاضی ہرچھٹکے کے پاس سے ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ کلام و اشعار ایسے مقامات پر مضامین پر مشتمل ہوں کہ سامعین اس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکیں نہ لوگوں کی اس عظیم ہستی کی اہست معرفت میں اضافہ ہو، نہ وہ اس عظیم المرتبت خاتون کے تو حیدی اور عرفانی مقامات سے کوئی چیز سمجھیں نہ بہت رسول اللہ ﷺ کی بجاہاد زندگی کو اپنے لیے سر مشق قرار دیں اور اس کو ہر گرجا کے دکاندار کے درجے سے جو بذات خود ایک درس ہے، چونکہ وہ ایک معصوم ہستی ہے اور اس کی ایک ایک حرکت اور عمل ہمارے لئے درس اور مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے، کوئی چیز نہ سمجھیں تو ایسا کلام (شرعی) اعتراض و اشکال سے خالی نہیں ہوگا!

کلام کو مؤثر و ہدایت بخش اور حجت و سند ہونا چاہئے

پھر یہ دستِ انہی آپ کی ذمہ داری بہت سخت ہے۔ آپ کا کام ان بعض افراد کے خیال کے بالکل برعکاس ہے جو یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم چار بھلے اور چھ اشعار یاد کر لیں اور لوگوں کے ذہنی اور قلبی جذبات و احساسات سے بادی فائدہ حاصل کرنے کیلئے ایک مستقل اور لوگوں کو سرگرم اور مصروف کرنے والی آواز دیا بھی رکھتے ہوں! ہرگز

نہیں، آپ کا یہ کام بہت سخت ہے چنانچہ آپ کے اس کام کو بہتر معائنہ، مؤثر، ہدایت بخش اور لوگوں کو جہت دینے والا بنانا چاہئے۔

دشمن: قرآنِ دہل بیت علیہ السلام سے ہماری محبت اور ایمان کا مخالف ہے!

آج کی دنیا میں ہمیں کتنے مسائل کا سامنا ہے، ہمیں صرف امر کی دشمنی و مخالفت اور ناشی قرآنی کا مسئلہ پیش نہیں ہے، بلکہ یہ کہ یہ مسائل بھی بہت اہم نوعیت کے حامل ہیں بلکہ آج دنیا کے تمام سیاسی و فکری مراکز اور پروپیگنڈا مشینیں اس بات کیلئے منصوبہ بندی کر رہی ہیں کہ کس طرح اس سرزمین سے جنم لینے والے ایمان کے اس مضبوط رشتے و تعلق اور اسلامی و قرآنی اصولوں سے پابندی کے عہد و بیان کو ان مؤمن ملکوں سے باہر نکال بیٹھیں۔

کیا آپ یہاں بیٹھے یہ سوچ رہے ہیں کہ زندگی کی گاڑی ایسے ہی چل رہی ہے انھیں جنابِ اہل ایک میدان جنگ و کارزار ہے، یہ ہمارے اس اسلامی معاشرے اور اسلامی نظام اور ان افراد کے درمیان ایک حقیقی جنگ ہے جو اس مقدس سرزمین سے ایمان کی جڑوں کو ہلک کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ ہمارے ملک کو قرآنِ دہل بیت علیہ السلام کی

معرفت سے غالی کر دیں اس لئے کہ یہ امر اور یہ بات ابھی طرح جان پہنچے ہیں کہ قرآنِ دہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم یا اسلامی نظام ہمارے علم و حکم و منافع ملی اور اقتصاد کی پالیسی سے ہرگز سازگار نہیں ہے اور یہ دینا

اٹھار کی تسلط و برتری اور اس کے ایجنٹوں اور منافقوں کی جانب سے اشتعال کیجے جانے والے ہتھکنڈوں کے مقابلے میں کبھی خاموش نہیں بیٹھتے گا، وہ ان تمام حقائق کو ابھی طرح جانتے ہیں، وہ اس بات کے ورپے ہیں کہ اس

قریبی دلائلِ اہل بیت علیہ السلام، محبت و مودتِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مذہبی تعلیمات کی نسبت دینی غیرت و حب اور علم و حکم سے مقابلے کے عقیدے اور علم و حکام کو قبول کرنے کی برائی اور قیاحت کو مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعہ لوگوں کے

دلوں سے باہر نکال دے۔ اس سلسلے میں وہ مختلف قسم کے ہتھکنڈوں کو نہ صرف استعمال بھی کر رہے ہیں بلکہ انھیں اپنی زبان سے بیان بھی کرتے ہیں۔

اس کی کانگریس کا کہنا ہے کہ وہ کی لیکن ذرا کو ایران میں جمہوریت کی بحالی کیلئے استعمال کر رہے ہیں الہٰذا انہوں نے اس کا نام جمہوریت دکھا ہے اور اس بارے میں آزاد ہیں کہ اس کا جو بھی نام دیکھنا چاہیں دکھ لیں لیکن معلوم

ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ وہ لوگوں کے دلوں پر مضبوطی سے جھکی ہوئی اور ان کی روح و جان پر کامل تسلط رکھنے والی اسلامی نظام کی فکری اور فکریاتی بنیادوں کو ختم کرنے کے خواہاں ہیں: یہ ہے ان کا ہدف اور یہ ہے ان کی غرض۔

یہ امر جو اس مقصد کے حصول کیلئے خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ ظہیرِ رقم ہوں اور کوئیوں کیلئے خرچ نہیں کی جاتی بلکہ اس ظہیرِ رقم کا بہترین مصرف اسلامی نظام (اور کتبِ تشیع) کے خلاف ہر بیگنہ اور مختلف شکلوں میں انہماں پالنے والے کسی مختلف کچھل اور ٹھاقنی کام ہیں، یہیں یہ ایک جنگ ہے۔ اس جنگ میں جو طبقہ لوگوں کے ایمان و معرفت، اُن کے عقوبتِ مآثر معصومینؑ کے نام دہی اور اہل بیتِ صحت و طہارتؑ سے سروکار رکھتا ہے اس کی ذمہ داری اور تکلیف بہت سنگین ہے۔ میرے بھائی! آپ اپنی ذمہ داری کی کج طرح شناخت کیجئے اور اس سے کج استفادہ کیجئے۔

اتحادِ بین المسلمین کا مقصد

میں نے سالِ رواں کی ابتداء میں امتِ مسلمہ کے اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی کا مسئلہ اٹھایا تھا، اتحادِ بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں کوئی تعصب، بیزاری نہیں ہونا چاہئے۔ آپ ایسا کوئی کام انہماں نہیں دیتے کہ جس سے کسی فریضہِ مسلمان کے جذبات آپ کے خلاف ہلکا نہیں ہو رہے ہوں، کوئی ایسا کام انہماں نہ دے کہ جس سے اپنے مذہب اور کتبِ فکر کے تعصب کو آپ کے خلاف ہلکا کر کے کا سو قلعے کیونکر دشمن اسی موقع کی تلاش میں ہے۔

مسلمانوں کا باہم دست و درگیاں ہونا سود مند ہے یا اُن کا اتحاد؟

آپ ملاحظہ کیجئے کہ آج فلسطین میں دو گروہ باہم برسرِ پیکار ہیں اسرائیل کیلئے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے! بھائی! اس کے کہ مسلمانوں کی ہندوؤں کا اسرائیلیوں کی طرف ہو یہ مسلمان انہیں میں دست و درگیاں ہیں! (صرف مسلمانوں کی ہی بات نہیں بلکہ اگر کہیں مومنین بھی خدا خواست باہم دست و درگیاں ہیں تو) یہ بات بھی اسرائیل کیلئے ایک بہترین تھوہ ہے اسرائیل سختی ظہیرِ رقم خرچ کرنا چاہتا ہے کہ یہ صورتحال پیش آتی (مگر مسلمان اور مومنین صفت اور بڑے معادف یہ کام انہماں نہ دے رہے ہیں!) فرض کیجئے کہ لبنان میں بھی ایک گروہ سر اٹھائے اور دوسرے گروہ سے لڑنا شروع کر دے! اس کے اور اسرائیل کیلئے اس سے بڑا کادو کون سی فحش ہو سکتی ہے! یہ بہتر ہے یا یہ کہ حزبِ اللہ کی مانند ایک گروہ آگے آئے اور سب اُس کے پیچھے بھل کر اسرائیل کو گلست دیں؟ واضح سی بات ہے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اُن کیلئے ایک سود مند چیز ہے۔ چوری دنیا میں یہی صورتحال موجود ہے! اگر مصر، اردن، عراق، پاکستان، بھارت اور ترکی سمیت دیگر ممالک کے مسلمان باہر نکل کر اسلامی جمہوریہ کی حمایت میں نعرے لگائیں، کیا یہ صورتحال اسرائیل کیلئے بہتر ہے یا وہ یکساں باہمی ہدائی کی ایک مسئلے میں اسلامی جمہوریہ اپنا ایک مؤلف پیش

کرے اور یہ تمام مسلمان اقوام خاموش رہیں بلکہ بعض اُس کی مخالفت بھی کریں؟ واضح سی بات ہے کہ دشمن اس دوسری صورت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شیعوں کی مذہبی اختلافات اور جذبات کو بھڑکانا: دشمن کا اصلی ہدف!

لیکن دشمن اپنے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ اور یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ یہ کام بہت آسان ہے۔ وہ یہ کام کریں گے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے درمیانی اور مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بڑھائیں، وہ تلذذ کو اس بات کا یقین دلائیں گے کہ شیعہ حضرات صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ کے مقدس افراد کو ایسا دیا کرتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں چھائی اور قائلے ایجاد کریں گے اور دشمن کی دیرینہ خواہش یہی ہے۔ جب سے شیعہ سنی اتحاد کی بات جاری ہے تو یہ اتحاد دشمن کے نکالوں کی رو پر ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ایک گروہ ان باتوں کو نہیں سمجھتا ہے؟

لام مبینیؒ جو اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے داعی تھے لیکن اس سب اتحاد، اخوت و بھائی چارگی کے عملی نعروں اور دستورات کے باوجود وہ اتحاد کے تمام دعویداروں سے زیادہ آخر الہی بیت علیہ السلام کی نسبت ان کی ولایت، ان کا عقیدے، داعیہ اہمیت اور عشق سب سے زیادہ عقلاً اور ان کا وصیت نامہ ان کی اس عقیدت و محبت کا واضح اور بے غلط ثبوت ہے۔

اختلافات کو ہوا دینے والوں کو اپنی مصلحتوں سے باہر نکال دیجئے!

اگر آپ ملاحظہ کریں کہ معاشرے میں ایسے افراد ہیں جو ان تعلیمات کے برخلاف عمل کرتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنی مصلحت سے باہر نکال دیجئے اور ان سے اپنی مخالفت کا مکمل کراٹھ لیجئے، یہ لوگ ہیں جو اسلام کی جڑوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ کتب تشفی کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اس طرز عمل سے اسلام کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے، یہ تمام امور بہت اہم مسائل سے متعلق رکھتے ہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نقص میں ہے اور اس کے خلاف حرکت کرنا امریکا اور صیہونوں کے فائدے میں ہے اور ان تمام افراد کے حق میں ہے جو دنیائے اسلام میں اپنی بیویوں کو والوں سے بھڑے ہیں۔ بہر حال ہم خداوند عالم سے دست بردار ہیں کہ وہ ہماری ہدایت فرمائے۔

و عات یہ کلمات

پروردگار!

ان پاکیزہ و روشن دلوں اور صریح و شگاہدہ کر کرنے والی این زبانوں پر اپنا لقب و کرم نازل فرما:

بارالہ!

ہم سب، ہمارے شہداء و مرعومین اور امام فقیہ کی طرف سے حضرت فاطمہؑ ہوا چھ پر بے شمار

درود و سلام نازل فرما:

خداوند!

ہم کو اس ذات مقدس کی رضا و طہنہ و ی حاصل کرنے اور اس عظیم المرتبت استحقاق کی جہ و ی کرنے کی توفیق عطا فرما: ہماری قوم کو روز بروز سر بلندی عطا فرما اور حضرت امام زمانہؑ کے قلب مقدس کو ہم سے راضی فرما۔

و السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

﴿ التماس سورة الفاتحه ﴾

سید ابو ذر شہرت بگرامی ابن سید حسن رضوی

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سیدہ اُم حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

مسح الدین خان

شہزاد علی شیخ

حامی شیخ علیم الدین

و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

شس الدین خان

فاطمہ خاتون

طالبان دینی و خلافت

سید حسن علی نقوی، حنان ضیاء حنان، سید شمیم
نور ہیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری



Hassan

naqvialive.com